6

تمہارا فرض ہے کہ اپنے اندر بیداری پیدا کرو، تبلیغ کرو اور جماعت کو وسیع کرتے چلے جاؤ

جو شخص خدا تعالیٰ کے گمراہ بندے کو بچائے گا اُس پر وہ اِس قدر انعام نازل فرمائے گا کہ انسانی عقل اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی

(فرمودہ 29 فروری 1952ء بمقام بشیر آباد اسٹیٹ سندھ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اِن علاقوں میں قریباً قریباً زمیندار طبقہ ہی آ کر بسا ہے۔ باقی ملکوں کی آبادی اَور اصول پر ہوتی ہے۔ یہاں کی آبادی اَور اُصول پر ہے۔ مثلاً پہلے جب کسی ملک کے لشکر باہر جاتے تھے تو اُن کے ساتھ علاقہ کے بعض دھوبی، ترکھان، لوہار اور دوسرے پیشہ ور بھی چل پڑتے تھے تا کہ فوج کی ضرورتوں کو پورا کرتے جائیں۔ پھر بعض علاقے زرعی ضرورتوں کے لحاظ سے بھی بڑھتے ہیں۔ سارا زور زمینداروں پر پڑ جاتا ہے اور باقی شاخیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ یہ علاقہ بھی زمیندارہ لحاظ سے آباد ہوا ہے۔ یہاں اکثر زمیندار آ کر آباد ہوئے ہیں۔ باقی پیشوں کے لوگ بہت کم آئے ہیں۔ ان زمینداروں کی ضرورتوں کو وہ تھوڑے سے لوگ جو ان کے ساتھ آ گئے ہیں یا یہاں کے مقامی لوگ پورا کرتے ہیں۔ ہر پیشہ ور اپنی ضرورتوں کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی معاملہ ڈاکٹری کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو ڈاکٹر ہی اسے زیادہ اچھی

طرح سمجھتا ہے۔ اگر کوئی معاملہ وکالت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو وکیل ہی اسے زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہے اور اگر کوئی معاملہ زراعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو اسے زمیندار ہی زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہے۔ ہر زمیندار جانتا ہے کہ جہاں کہیں کوئی بیج پڑتا ہے وہ اپنے آپ کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی غیر جنس کا یا ناقص قسم کا پودا کھیت میں نکل آتا ہے تو پھر سالہا سال تک اس کی مصیبت زمیندار کے گلے پڑی رہتی ہے۔ اُسے بار بار ہل چلانے پڑتے ہیں۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس غیر جنس کو ضائع کر دے۔ مثلاً دَبْ اُگ آتی ہے تو پھر زمیندار سالہا سال کی محنت کے بعد اسے صاف کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور اگر کامیاب نہیں ہوتا تو بسا اوقات اسے وہ زمین چھوڑنی پڑتی ہے۔ اور وہ زمین کسی کام کی نہیں رہتی۔ اسی طرح بعض دفعہ ایسے دانے جو خوراک کے کام نہیں آتے کھیت میں اُگنے لگ جاتے ہیں اور پھر ترقی کرتے کرتے فصل کو تباہ کر دیتے ہیں۔ کوئی زمین افتادہ پڑی رہتی ہے تو اُس میں جھاڑیاں، بیریاں، پھلاہیاں اور ڈیلوں کے درخت اُگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور سو دو سو سال کے بعد اگر کوئی نسل اسے آباد کرتی ہے تو اُسے وہ زمین اِس طرح آباد کرنی پڑتی ہے جس طرح ہزاروں سال قبل ہمارے آباء واجداد کو آباد کرنی پڑی تھی۔ اِس سے ہر زمیندار سمجھ سکتا ہے کہ کسی چیز کی طاقت اور زندگی کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ ہی آپ بڑھتی چلی جائے۔ دوسرے پیشہ والوں کے سامنے یہ نظارہ بہت کم آتا ہے۔ ایک تاجر جتنا آٹا خرید کر لاتا ہے وہ اُتنا ہی رہتا ہے جتنا وہ خرید کر لاتا ہے وہ بڑھتا نہیں۔ وہ جتنا کپڑا خرید کر لاتا ہے وہ اُتنا ہی رہتا ہے جتنا وہ خرید کر لاتا ہے وہ بڑھتا نہیں۔ لیکن زمیندار کی ہر چیز بڑھتی ہے۔ وہ کپاس کے بنولے خرید کر لاتا ہے تو وہ بھی بڑھتے ہیں، وہ دانے خرید کر لاتا ہے تو وہ بھی بڑھتے ہیں اور جہاں اُس کا دخل نہیں ہوتا وہاں بعض ایسی چیزیں اُگ آتی ہیں جو قدرتی طور پر بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

پس یہ زندگی کی علامت جتنی زمیندار کے سامنے آتی ہے اُتنی اَور کسی پیشہ ور کے سامنے نہیں آتی۔ وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح قانونِ قدرت کے ماتحت ایک طاقت رکھنے والی چیز اپنے آپ کو بڑھانے پر مجبور ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے بھی اگر ایک زمیندار اپنے فرائض کے اہم حصہ یعنی تبلیغ میں سستی اور غفلت کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دوسرے پیشہ وروں سے زیادہ مجرم ہے۔

شاید ایک تاجر جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر کہہ دے کہ مجھے تو یہ خیال ہی نہیں آیا کہ تبلیغ کی جائے اور جماعت کو بڑھایا جائے۔ ممکن ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ایک بڑھئی، لوہار، یا کمہار کو پکڑے تو وہ کہے۔ اے خدا! میرے تو ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ تبلیغ ضروری چیز ہے۔ لیکن جب ایک زمیندار کو پکڑا جائے گا تو وہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دے گا۔ اس کے تو دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے، نیچے اور اوپر خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری تھا کہ ہر طاقت والی چیز بڑھتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری نہ ہوتا تو وہ کمائی کیسے کر سکتا۔ اگر ہر چیز آپ ہی آپ نہ بڑھتی چلی جاتی تو وہ روٹی کہاں سے کھاتا۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری نہ ہوتا کہ ایک بنولہ سے سو بنولہ ہو جاتا ہے اور روئی مفت کی آجاتی ہے تو وہ اپنا خرچ کہاں سے چلاتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ سچی زندگی کی علامت یہ ہے کہ وہ بڑھے۔ ایک زمیندار دیکھتا ہے کہ ہر چیز جو وہ لیتا ہے بڑھتی ہے۔ اس نے بکریاں رکھی ہوئی ہیں وہ بھی بڑھتی ہیں۔ اس نے بھینسیں رکھی ہوئی ہیں وہ بھی بڑھتی ہیں۔ اس نے مرغیاں پالی ہوتی ہیں وہ بھی بڑھتی ہیں۔ باقی لوگوں کے سامنے تو اپنے اور بیوی بچوں کے بڑھنے کا نظارہ ہوتا ہے۔ لیکن زمیندار کی ہر چیز بڑھ رہی ہوتی ہے۔ اُس کا ماش کا دانہ بھی بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس کا چنے کا دانہ بھی بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس کا بنولہ بھی بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس کی بھینسیں بھی بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ اس کی گائے اور بکریاں بھی بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کا قانون کہ بڑھو بڑھو جتنا ایک زمیندار کے سامنے آتا ہے اَور کسی پیشہ ور کے سامنے نہیں آتا۔ ایک لوہار کے سامنے اکثر یہ قانونِ قدرت نہیں آتا۔ ایک ترکھان کے سامنے اکثر یہ قانون قدرت نہیں آتا۔ ایک تاجر کے سامنے اکثر یہ قانونِ قدرت نہیں آتا۔ لیکن یہاں چاروں طرف یہ قانون جاری ہے کہ ہر چیز بڑھ رہی ہوتی ہے۔ اس قانون کو دیکھ کر ہر زمیندار کا فرض ہے کہ جہاں وہ جسمانی طور پر بڑھے وہاں وہ روحانی طور پر بھی بڑھے۔

جو شخص احمدیت میں داخل ہوتا ہے وہ اقرار کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ اگر میں دنیا میں بڑھوں گا تو دین میں بھی بڑھوں گا۔ اگر میری گندم بڑھے گی، اگر میری سرسوں بڑھے گی یا چنے بڑھیں گے تو میرے روحانی بھائی بھی بڑھیں گے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس چیز کا احساس بہت کم ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپین ممالک کی نسبت

ہمارا ملک بہت غریب ہے اس لئے ہمارے زمیندار بھی غریب ہیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ پنجاب میں جو آپ کی حالت تھی آپ کی موجودہ حالت اُس کی نسبت بہت اچھی ہے۔ وہاں اگر آپ کو خوراک اور لباس مہیا کرنے میں دقت تھی تو اَب آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ نے آپ کے رزق کو بڑھوتی عطا فرمائی ہے تو آپ پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ تبلیغ کریں اور سچائی کو دوسروں تک پہنچائیں تا جیسے آپ کا بنولہ بڑھتا ہے، جیسے آپ کی گندم اور دوسری اشیاء بڑھتی ہیں آپ کی روحانی برادری بھی بڑھے۔ اگر آپ کا مال بڑھا ہے تو خدا تعالیٰ کا مال بھی بڑھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا میں خدا تعالیٰ کا گھر بناتا ہے خدا تعالیٰ جنت میں اُس کا گھر بنائے گا۔ 1 جو لوگ روحانیت کو قبول کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی روحانی نسل ہوتے ہیں۔ انسان جہاں دنیا میں اپنی اولاد کو بڑھانے کی کوشش کرے وہاں اسے چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسل کو بھی بڑھائے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں تبھی نازل ہوں گی کہ وہ خدا تعالیٰ کا بھی خیال رکھے۔ لیکن یہ بات مجھے بہت کم نظر آتی ہے۔ میں جب پوچھتا ہوں کہ تم لوگ تبلیغ کیوں نہیں کرتے ؟ تو کہا جاتا ہے یہ لوگ ہماری بولی نہیں سمجھتے۔ اور یہ بات نہایت خطرناک ہے کہ تم اس بات کی امید رکھو کہ سندھی لوگ تمہاری بولی سمجھیں۔ ایسا کرنا ظلم ہے۔ اگر تمہارا خیال یہی ہے کہ سندھی لوگ تمہاری زبان سیکھیں تو اگر وہ تمہارے اس خیال کی وجہ سے تم سے دشمنی بھی کریں تو ان کا ایسا کرنا جائز ہے۔ ہم مسافر ہیں اور سندھی اہلِ وطن ہیں۔ وطن کا یہ کام نہیں کہ وہ ہماری بولی سیکھے۔ بلکہ ہم لوگ جو باہر سے آنے والے ہیں ہمارا فرض ہے کہ اِس ملک کی زبان سیکھیں۔ اگر ایک سندھی پنجاب میں جائے اور کہے کہ یہ لوگ میری زبان نہیں سمجھتے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ یہ بیوقوف ہے۔ اسی طرح ہمارا یہاں آکر کہنا کہ یہ لوگ پنجابی بولیں تو ہم تبلیغ کریں گے عقل کے خلاف ہے۔ اگر ہم انگلینڈ جا کر یہ کہیں کہ انگریز پنجابی یا اردو بولیں گے تو ہم تبلیغ کریں گے تو یہ معقول بات نہیں ہوگی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انگریزی سیکھیں۔ چین میں اگر ہمارے دس مبلغ جائیں اور چند سالوں کے بعد ہم پوچھیں کہ آپ نے کیا تبلیغ کی ہے؟ اور وہ کہہ دیں کہ چینی ہماری زبان نہیں سمجھتے اس لئے ہم تبلیغ نہیں کرتے تو تم انہیں پاگل کہو گے۔ تم کہو گے کہ یہ تمہارا کام تھا کہ تم چینی زبان سیکھتے۔ نہ یہ کہ چینی اردو یا پنجابی سیکھیں۔ چینی ہندوستان

آئیں گے تو اردو سیکھیں گے۔ وہاں جا کر آپ کو اُن کی زبان سیکھنی ہوگی۔

میں جب احمدیوں سے پوچھتا ہوں کہ تم تبلیغ کیوں نہیں کرتے؟ تو وہ کہتے ہیں سندھی ہماری زبان نہیں جانتے۔ حالانکہ یہ سندھیوں کا کام نہیں کہ وہ پنجابی یا اردو سیکھیں۔ تم باہر سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہو۔ تمہارا پہلا کام یہ تھا کہ تم سندھی زبان سیکھتے۔ اور اگر تم سندھی زبان سیکھتے اور پھر سندھیوں میں تبلیغ کرتے تو اب تک ہزاروں مبلغ پیدا ہو جاتے اور تمہیں بھی سندھی زبان سیکھنے کی ضرورت باقی نہ رہتی۔

صداقت ایسی چیز نہیں کہ اسے سندھی قبول نہیں کر سکتا۔ جس طرح قرآن کریم ہم پر حجت ہے اسی طرح قرآن کریم ایک سندھی مسلمان پر بھی حجت ہے۔ جس طرح حدیث ہم پر حجت ہے وہ ایک سندھی مسلمان پر بھی حجت ہے۔ سندھیوں میں ہم سے زیادہ مذہبی روح پائی جاتی ہے۔ ایک سندھی مذہب کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتا ہے۔ اس کا طریق غلط ہو تو یہ اَور چیز ہے لیکن اس کی نیت نیک ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح اپنے خدا کو خوش کرے اور اس کے لئے وہ اپنی کھیتی باڑی چھوڑ دیتا ہے اور اپنا دنیوی کاروبار چھوڑ کر صرف اس بات میں لگ جاتا ہے کہ کسی طرح اس کا خدا خوش ہو جائے۔ یہ تین چار ہزار حُر جو ہیں یہ واقفِ زندگی ہی ہیں۔ چاہے ان کا وقف ایک لغو اور غلط چیز کے لئے ہی ہے لیکن ان کی نیت نیک ہے۔ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کو خوش کریں۔ اس کے لئے وہ دنیا کو جس کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ انہیں غلط رستہ ملا ہے۔ لیکن اس کے پیچھے جو روح کام کر رہی ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سندھی احمدیت کا اہل نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ جب اس میں تمہاری نسبت قربانی کا جذبہ زیادہ ہے وہ احمدیت کو قبول نہیں کرتا۔ یہاں اسلام پہلے آیا اور مسلمان یہاں ایک بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ پاکستان کے دوسرے صوبوں کی نسبت آبادی کے لحاظ سے سندھ میں مسلمان زیادہ ہیں اور جوں جوں ہم پنجاب کی طرف چلے جاتے ہیں، مسلمانوں کی آبادی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ سوائے مشرقی بنگال کے کہ وہاں مسلمان زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ شاید اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی سرحدی چھاؤنی تھی، جہاں سے وہ برما اور چین وغیرہ ممالک پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ درمیان میں کہیں آٹھ فیصدی مسلمان آباد ہیں، کہیں دس فیصدی ہیں

اور کہیں بارہ فیصدی ہیں۔ سندھ میں 80 فیصدی کے قریب مسلمان آباد تھے اور پنجاب میں 52 فیصدی مسلمان تھے۔ اگر انہوں نے اتنی زیادہ تعداد میں اسلام قبول کر لیا تھا تو اس کے معنی ہیں کہ ان میں دینی رغبت پائی جاتی ہے۔ اگر انہوں نے اب تک احمدیت قبول نہیں کی تو یہ ہماری سُستی ہے۔ ہمارے لوگ یہاں آئے، خدا تعالیٰ نے انہیں کھانے پینے اور پہننے میں سہولت دے دی لیکن جوں جوں خدا تعالیٰ انہیں خوراک اور لباس میں سہولت دیتا چلا گیا وہ خدا تعالیٰ کو بھولتے چلے گئے۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر جتنا زیادہ احسان کیا تھا اُتنا زیادہ وہ اُسے یاد کرتے۔ احسان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی یاد زیادہ ہونی چاہیے۔

مثنوی رومی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ محمود غزنوی نے ایک غلام لڑکا خریدا جس کا نام ایاز تھا یا محمود نے اس کا نام ایاز رکھ دیا۔ بچہ ذہین تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو محمود نے اُس کی ذہانت کی وجہ سے اسے فوج میں ایک عہدہ دے دیا اور آہستہ آہستہ اسے ترقی دیتا گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ محمود نے اسے خزانہ کا افسر مقرر کر دیا۔ درباریوں نے شکایت کی کہ بادشاہ سلامت! ہم کئی پُشتوں سے آپ کے خاندان کے نمک خوار چلے آتے ہیں لیکن آپ ہمارے مقابلہ میں اس غلام کی قدر زیادہ کرتے ہیں۔ بھلا ہمارا اور اس کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ ہم اپنی وفاداری میں دیانتدار ہیں لیکن یہ غلام غیر ملکی ہے آپ نے اسے خزانہ کا افسر مقرر کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دن ملک سے غداری کر کے کوئی فتنہ کھڑا کر دے۔ یہ روزانہ رات کو خزانہ میں جاتا ہے۔ اگر اس کی نیت نیک ہوتی اور اس کی وفاداری مشتبہ نہ ہوتی تو یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ خزانہ میں روزانہ رات کو جانے کے معنی ہی کیا ہیں۔ جب ایک کے بعد دوسرے، دوسرے کے بعد تیسرے اور تیسرے کے بعد چوتھے درباری نے یہ شکایت کی اور دربار میں اِس بات کا چرچا ہو گیا تو بادشاہ کے دل میں بھی شبہ پیدا ہوا۔ آخر اُس نے فیصلہ کیا کہ پہلے اس کے کہ میں ایاز کے خلاف کوئی فیصلہ کروں میں خود جا کر دیکھ لوں کہ وہ رات کو خزانہ میں جا کر کیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک دن خزانہ کی طرف گیا اور اس میں چُھپ گیا اور چابی بردار کو ڈانٹا اور اسے تاکید کی کہ وہ ایاز کو اس کی موجودگی کا علم نہ ہونے دے۔ ایاز بارہ بجے کے قریب آیا اور بادشاہ کا شُبہ بڑھ گیا۔ لیکن اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک وہ ساری واردات نہ دیکھ لے ایاز کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ اس نے

دیکھا کہ ایاز نے خزانہ کے خاص کمرے کا دروازہ کھولا۔ یہ دیکھ کر محمود کو سخت حیرت ہوئی کہ میں نے تو اس پر اعتماد کیا تھا اور اس اعتماد کی وجہ سے میں نے اسے اس عہدہ پر پہنچا دیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس اعتماد کے قابل نہیں تھا۔ ایاز کمرہ کے اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ بادشاہ دروازہ کے سوراخوں میں سے دیکھتا رہا۔ اس کمرہ میں ایک خاص صندوق تھا۔ اس میں قیمتی اشیاء رکھی ہوئی تھیں۔ ایاز نے وہ صندوق کھولا۔ اس پر بادشاہ کا شُبہ اور پختہ ہو گیا۔ لیکن اس نے فیصلہ یہی کیا کہ جب تک وہ سارا واقعہ دیکھ نہ لے ایاز پر کوئی سختی نہیں کرے گا۔ ایاز نے وہ بکس کھولا اور اس سے ایک گٹھڑی نکالی اور اس میں سے پھٹے پرانے کپڑے نکالے اور پہن کر پھر مصلّٰے بچھا کر اس پر نماز پڑھنی شروع کر دی اور خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے نہایت گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرنے لگا کہ اے خدا! میں اُس دن کو نہیں بھولا جب میں ان چیتھڑوں میں ملبوس اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اے خدا! تُو نے مجھ پر احسان کیا اور افسر خزانہ کے بلند عہدے پر پہنچا دیا۔ میرا یہاں نہ بھائی تھا، نہ باپ تھا اور نہ کوئی اَور رشتہ دار تھا۔ میں ایک غلام تھا تُو نے بِکواتے بِکواتے مجھے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا۔ پھر تُو نے اس بادشاہ کے دل میں میری محبت ڈالی اور اس نے مجھے فوج میں ایک عہدہ دے دیا اور آہستہ آہستہ درجہ بلند کرتے کرتے مجھے افسر خزانہ کے عہدہ پر پہنچا دیا۔ لیکن اے خدا! میں ان چیتھڑوں کو نہیں بُھول سکتا۔ میری یہی حیثیت تھی میں یہی پرانے چیتھڑے لے کر یہاں آیا تھا۔ باقی تیرا کام ہے۔ بادشاہ یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ آدھے گھنٹہ کے بعد اُس نے نماز ختم کی، چیتھڑے اتارے اور انہیں ایک پوٹلی میں باندھ کر نہایت احتیاط سے بکس میں بند کر دیا۔ جب وہ باہر نکلا تو بادشاہ نے کہا ایاز! درباریوں نے تمہاری شکایت کی تھی اس لئے میں یہاں تحقیقات کے لئے آیا تھا۔ ایاز کا رنگ زرد ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا تُو ڈرتا کیوں ہے؟ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ شکایت کرنیوالے جھوٹے ہیں تُو سچا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تُو بڑا نیک ہے اور تمام الزامات سے بَری ہے۔ ایاز نے کہا بادشاہ سلامت! میں ڈرتا اس لئے ہوں کہ یہ میرے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک راز تھا لیکن آج راز کو جاننے والا ایک اَور ہو گیا[2]۔

پس دیکھو احسان کی قدر ہی انسان کو شریف بناتی ہے اور آپ لوگوں پر جن میں مَیں بھی شامل ہوں۔ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ میری ذاتی زمین بھی یہاں ہے۔ اس

میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان میں بھی قیمت کے لحاظ سے میری بڑی جائیداد تھی لیکن اب وہ وہیں رہ گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی حکمت تھی کہ میں نے یہاں زمین خرید لی۔ ورنہ میں یہاں جائیداد خریدنے کا خیال نہیں کر سکتا تھا۔ اگر وقت پر خدا تعالیٰ ایسا نہ کرواتا تو آج میں بالکل خالی ہاتھ ہوتا۔ دراصل میں نے ایک خواب کی بناء پر یہاں زمین خریدی تھی۔ اس خواب میں مجھے بتایا گیا تھا کہ میں قادیان میں ہوں اور ایک نہر کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ یکدم مجھے شور سنائی دیا اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میرے ساتھ اَور لوگ بھی تھے۔ میں نے انہیں کہا دیکھو! یہ شور کیسا ہے؟ انہوں نے کہا نہر کا بند ٹوٹ گیا ہے اور پانی دیہات اور شہر برباد کرتا چلا جا رہا ہے اس لئے لوگ شور مچا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ سینکڑوں شہر برباد ہوتے چلے جاتے ہیں، ہر طرف پانی پھیل گیا ہے۔ صرف نہر کے بند کا وہ حصہ ہی محفوظ ہے جس پر ہم کھڑے ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر میں پانی کا ایک ریلا آیا اور بند کے اُس حصہ کو بھی جس پر ہم کھڑے تھے توڑ دیا اور ہم پانی میں گر کر بہنے لگے۔ ہم نے نہر میں دریائے ستلج کی طرف بہنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم فیروزپور یا اُس کے قریب کسی اَور جگہ پر پہنچ گئے۔ میں بہتا جاتا تھا اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا جاتا تھا کہ یا اللہ! سندھ میں تو پَیر لگ جائیں۔ یا اللہ! سندھ میں تو پَیر لگ جائیں۔ میں نے کئی دفعہ پَیر لگانے کی کوشش کی لیکن پَیر نہ لگے۔ دریا اتنا وسیع نظر آتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا پاٹ سینکڑوں میل کا ہے۔ میں دعا ہی کر رہا تھا کہ ایک جگہ میرے پَیر لگ گئے۔ جب بیراج بنا تو ہم نے ایک کمپنی بنائی۔ اس کمپنی میں انجمن بھی شامل تھی میں بھی شامل تھا۔ اِسی طرح مرزا بشیر احمد صاحب، چودھری فتح محمد سیال صاحب، چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور چودھری بشیر احمد صاحب بھی شامل تھے۔ ہماری غرض یہی تھی کہ ہم یہاں زمین خرید کر احمدیوں میں تحریک کریں گے کہ وہ ہم سے زمین خرید لیں۔ وہ زمین خرید لیں گے اور ہم اس تجارت سے کچھ نفع اٹھائیں گے۔ ارادہ تھا کہ فی ایکڑ پانچ روپے زائد لے کر زمین لوگوں کو دے دیں گے۔ اُس وقت اس مضمون کے کئی اعلانات شائع ہوئے کہ ہمارے پاس زمین ہے کوئی احمدی خریدنا چاہے تو خرید لے لیکن باوجود اس کے کہ زمین بہت سستی تھی کوئی خریدار نہ ملا۔ آخر کار ہم نے فیصلہ کیا زمین ہم آپس میں تقسیم کر لیں۔ چنانچہ زمین تقسیم کر لی گئی اور اس طرح یہ جائیداد بن گئی۔ پھر اَور احمدی آئے اور انہوں

نے زمین خریدی اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے 34، 35 ہزار ایکڑ یا اس سے زائد زمین احمدیوں کے پاس ہے۔ نواب شاہ، تھرپارکر، حیدرآباد، اور دادو وغیرہ اضلاع میں دو ہزار مربعے کے قریب احمدیوں کی زمین ہے جس میں سے 18 ہزار ایکڑ کے قریب زمین میری اور انجمن کی ہی ہے۔ آٹھ دس ہزار ایکڑ زمین اس علاقہ میں دوسرے احمدیوں کے پاس ہے۔ اس علاقہ سے باہر ضلع حیدرآباد اور ضلع نواب شاہ اور ضلع لاڑکانہ اور دادو میں بھی بہت سے احمدیوں نے زمین خرید لی ہے۔ لیکن جب یہ خواب آئی تھی اُس وقت دو مربعے زمین بھی احمدیوں کے پاس نہیں تھی۔ شاید کوٹ احمدیاں والے اِس سے پہلے سندھ آئے ہوئے تھے۔ باقی جو سندھی زمیندار ہیں وہ بعد میں احمدی ہوئے ہیں اور جن لوگوں نے زمین خرید لی ہے وہ بھی بعد میں آئے ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ ہمیں یہاں لے آیا۔ ہم میں سے جن کی حالت پنجاب میں خراب تھی اُن کی حالت اب اچھی ہے۔ اور پھر ہم نے یہ نظارہ دیکھا کہ ہم میں سے بہت جن کے پاس ہندوستان میں زمین تھی اُن کی زمین چھن گئی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہاں ایک ذریعہ بنا دیا تا جائیدادیں چھن جانے کی وجہ سے کوئی پریشانی نہ ہو۔

اس احسان کے بدلہ میں ایاز کی طرح احمدیوں پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ انہیں احساس ہو کہ خدا تعالیٰ انہیں یہاں لایا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے یہاں زمین بنائی ہے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے لئے زمین بنائیں اور خدا تعالیٰ کی زمین اس کے بندے ہیں جو ہدایت پا جائیں۔ لیکن ہوا یہ کہ خدا تعالیٰ نے تو ہمیں زمین دے دی مگر ہم نے اسے زمین دلانے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ ہمارے لئے ثواب کا عظیم الشان موقع تھا۔ اگر ہم اس موقع سے فائدہ اٹھاتے تو دنیا میں ایک عظیم الشان کام کر جاتے اور ہم پر خدا تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں ہوتیں۔ تمہیں جو آرام کی جگہ ملی ہے وہ انہی لوگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اپنے وطن کو چھوڑ کر سندھ میں آئے۔ وہ صرف دس پندرہ ہزار تھے اور اب یہاں چالیس پینتالیس لاکھ مسلمان ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان چالیس پینتالیس لاکھ کو چالیس پینتالیس کروڑ بنائیں۔ پہلے ان کو جو اس ملک میں نام کے مسلمان ہیں انہیں سچا مسلمان بنائیں اور وہ آگے سارے ہندوستان کو مسلمان بنالیں۔ ہندوستان میں جو لوگ بستے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کے ہی بندے ہیں۔

خدا کرے کہ سندھ دوبارہ ہندوستان میں اسلام کو پھیلانے کا اڈہ بن جائے۔ ملکی تقسیم اس لئے ہوئی تھی کہ ہم نے تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ سات آٹھ سو سال کا عرصہ ہمیں ملا تھا۔ اگر ہم اس عرصہ میں پوری طرح تبلیغ کرتے تو آج ہمیں ہندوستان میں ایک ہندو بھی نظر نہ آتا۔ دوسرے مسلمانوں کی غفلت تو سمجھ میں آسکتی ہے لیکن احمدیوں کی غفلت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ جو قوم حق پر ہوگی لازماً دنیا اس کی دشمن ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سی ہے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بائیبل میں آتا ہے کہ اس کے خلاف ہمیشہ اس کے بھائیوں کی تلوار کھنچی رہے گی۔ 3 اس میں یہی پیشگوئی تھی کہ آپ کی نسل تبلیغ کرے گی اور جو شخص تبلیغ کرے گا دنیا اُس کی دشمن ہو جائے گی۔ اور دشمن سے محفوظ رہنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم اُسے مسلمان کر دیں۔ اس کے بغیر اسلام اور احمدیت بچ نہیں سکتے۔ اگر ہم تبلیغ میں سست ہوں گے تو پچھلے دنوں جو کچھ ہندوستان میں ہوا وہی دوسرے ممالک میں بھی ہوگا۔

صداقت بہرحال غالب ہو کر رہے گی اور چونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک دن صداقت غالب آجائے گی اور وہ مٹ جائیں گے اس لئے وہ صداقت کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے اندر بیداری پیدا کرو، تبلیغ کرو اور جماعت کو وسیع کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ کوئی آدمی ایسا نہ رہے جو احمدیت میں شامل نہ ہو۔ اور اگر کچھ لوگ احمدیت سے باہر رہ جائیں تو وہ تھوڑے ہوں۔ اس طرح ہم محفوظ ہو جائیں گے اور دشمن کی تلوار کٹ جائے گی۔

پس تبلیغ نہایت اہم چیز ہے اور اس سے غفلت برتنا نہایت خطرناک امر ہے۔ لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ میں نے کوشش کر کے ایک مبلّغ کو یہاں بھجوایا تھا اور وہ محمد آباد میں کام کر رہا تھا یہاں آکر مجھے پتا لگا کہ اُسے واپس بلا لیا گیا ہے۔ اس کی تو میں تحقیقات کروں گا۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ یہاں سے کسی نے بھی میرے پاس شکایت نہیں کی کہ ہمارے علاقہ کے مبلغ کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ اگر تم میں تبلیغ کا جوش ہوتا تو تم میں سے کوئی ایک شخص تو ایسا ہوتا جو مجھے اطلاع دیتا کہ ہمارا مبلغ واپس بُلا لیا گیا ہے۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اُس مبلغ کی تنخواہ ہم دیں گے۔ اگر ہم تنخواہ دیتے تو مبلغ کو واپس نہ بلایا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمدیہ اسٹیٹس نے اُن کی تنخواہ کا بوجھ خود نہیں اُٹھایا اس لئے نظارت دعوت کو مبلغ واپس لینے کی جرأت ہوئی۔ اگر خدا تعالیٰ نے تمہیں زیادہ

دیا ہے تو تم اس میں سے خدا تعالیٰ کا حصہ بھی رکھا کرو۔ خود بھی تبلیغ کرو اور مبلغ بھی منگواؤ۔ اس طرح کچھ عرصہ کے بعد ہماری تبلیغ وسیع ہو جائے گی اور مقامی لوگ احمدیت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر تمہیں زبان سیکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

اس سے پہلے اس علاقہ میں مجھے جمعہ پڑھانے کا موقع نہیں ملا۔ میں دو دفعہ یہاں آیا ہوں لیکن آج پہلی دفعہ یہاں جمعہ پڑھانے کا موقع ملا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک مضبوط جماعت ہے۔ چک احمدیاں میں بھی جماعت ہے، لُو تکے میں جماعت ہے اور سنا ہے کہ فیض اللہ چک کے لوگ بھی بشیر آباد کے قریب ایک چک بنا رہے ہیں۔ گویا یہاں احمدیت کی تبلیغ کے تین چار اڈے ہیں اور تبلیغ کو تقویت دی جائے تو ہماری طاقت بڑھ سکتی ہے۔ لیکن ہمارے اندر ذمہ داری کا احساس نہیں۔ ہم میں بیداری نہیں پائی جاتی۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا احساس نہیں کہ اگر اس نے ہمیں رزق میں وسعت دی ہے تو ہم بھی لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے دوران میں دیکھا کہ ایک عورت اپنا ایک بچہ جو گم ہو گیا تھا اور اُسے بڑی تلاش کے بعد واپس ملا تھا گود میں اٹھائے بیٹھی ہے اور اُسے پیار کر رہی ہے۔ آپ نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جب خدا تعالیٰ کا کوئی گمراہ بندہ ہدایت پا جاتا ہے تو وہ اس ماں سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے[4] اور اس میں کیا شبہ ہے کہ ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی محبت ماں باپ کی محبت سے یقیناً زیادہ ہے تو جو شخص اُس کے گمراہ بندوں کو بچائے گا۔ اُس پر وہ جتنا خوش ہوگا اور جس قدر انعام اُسے دے گا اُس کا انسانی عقل اندازہ نہیں کرسکتی۔'' (الفضل 16 مارچ 1952ء)

1: مسلم کتاب الزھد باب فَضْل بناءِ الْمَسَاجد۔

2: مثنوی معنوی مرتبہ مولانا جلال الدین رومی ترجمہ قاضی سجاد حسین جلد 5 صفحہ 190 تا 194 و 212 تا 218۔ لاہور 1976ء

3: پیدائش باب 16 آیت 13 (مفہومًا)۔

4: بخاری کتاب الادب باب رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَ تَقْبِيْلِهٖ وَ مُعَانَقَتِهٖ۔